حضرت زینب سلام اللہ علیہا
ایمان واستقامت کا نمونہ

جناب عبدالعلی صاحب

اس ہستی کے بارے میں جس نے تاریخ میں سب سے زیادہ زندہ دلی اور جاودانہ شجاعت کو ثبت کیا ہے قلم میں لکھنے کی اور زبان میں بولنے کی توانائی نہیں ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جس نے زمانے کی سب سے عظیم اور اعلیٰ ترین خاتون کے دامن میں تربیت پائی ہے اور نبوت وولایت کے خاندان میں علم وایمان اور فضیلت وعصمت کے سرچشمے سے سیراب ہوئی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی ثقافت اُن بے شمار الفاظ اور مترادفات کے باوجود حضرت زینبؑ کی تعریف کرنے کی توانائی نہیں رکھتی۔ یہ بہادر خاتون جنہوں نے اپنے عظیم نانا نبی اکرمؐ اور اپنے والا مقام والد حضرت علی علیہ السلام کے سائے میں اور اپنے دو بھائیوں کے ساتھ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے دونور اور سروران اہل بہشت تھے، پرورش پائی اور اس عظیم خاندان سے تمام انسانی فضائل اور کمالات کو میراث میں حاصل کیا، دل میں ایمان، عمل میں استقامت، بصیرت میں گہرائی، کوشش میں پائیداری، قدموں میں استواری، دشمنوں کے مقابلے میں شجاعت، اللہ کے سامنے خشوع وخضوع اور سخت مشکلات میں صبر اور بردباری اور۔۔۔

حضرت زینبؑ کوفے میں

امام حسینؑ نے اپنی راہ کو جاری رکھنے کی عظیم امانت کو حضرت زینبؑ کے حوالے کیا اور حضرت زینبؑ نے اپنی ذمہ داری کو اتنی خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ دنیا کے پاس اس قدر عظمت اور پائیداری کے سامنے تعظیم کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

جب اسیروں کا قافلہ ظلم اور گھٹن کے اس ماحول میں کوفہ پہنچا تو کوفے کی عورتوں، مردوں اور بچوں نے راستے کے دونوں طرف جمع ہو کر اس نظارے کو دیکھا۔ ان میں سے بعض غمگین تھے، بعض حیرت زدہ اور کچھ بہت زیادہ متأثر ہو کر رو رہے تھے۔ حضرت زینبؑ نے لوگوں پر نظر ڈالی اور اشارے سے کہا کہ سب خاموش ہو جائیں اور اس کے بعد بے مثال شجاعت کے ساتھ حضرت علیؑ کی مانند تقریر شروع کی:

''اے کوفے کے لوگو! اے اہل نیرنگ وفریب! تم لوگ رو رہے ہو؟! کاش کہ تمہاری آنکھوں کے آنسو کبھی بھی ختم نہ ہوں اور کبھی بھی تمہاری آہ وزاری ختم نہ ہو۔ تم لوگوں کی مثال اس عورت جیسی ہے جو اپنے دھاگے کو اچھی طرح بٹنے کے بعد روئی میں تبدیل کر دے۔ تم نے اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد وبدعنوانی کا ذریعہ بنا دیا۔ خبردار! کس قدر بُرا ہے گناہوں کا وہ بوجھ جس کو تم لوگوں نے اپنے کاندھے پر اُٹھا رکھا ہے۔

ہاں! خدا کی قسم خوب روؤ اور کم ہنسو کیونکہ تم لوگ اس ننگ وعار سے ہم آغوش ہو چکے ہو جس کے دھبّے کو اپنے دامن سے کبھی بھی صاف نہیں کر سکو گے اور اس ننگ وعار کو کس طرح دھو سکتے ہو جب کہ تم نے خاتم الانبیاءؐ اور معدنِ رسالت کے

نواسے کو قتل کر دیا ہے جب کہ یہ وہ تھا جو تمہارے اختلافات کو دور کرنے کا ذریعہ، تمہاری زندگی کا راہنما اور جوانانِ اہلِ بہشت کا سرور و سالار تھا۔ تم نہایت بڑے گناہ اور نہایت شرمناک عمل کے مرتکب ہوئے ہو۔ اگر آسمان خون برسائے تو کیا تعجب کرو گے؟ باخبر رہو کہ کس قدر بُرا تھا وہ کام جس کے لئے تمہارے نفس نے تم کو حکم دیا اور جس نے خدا کو بھی تم پر خشمگین بنا دیا اور ہمیشہ عذاب میں بھی رہو گے۔

کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس جگر کو چاک کیا ہے؟ اور کون سا خون بہایا ہے؟ اور تم نے کن پردہ نشینوں کو پردے سے باہر کھینچا ہے؟ تم لوگوں نے نہایت بُرا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ آسمان اس کے ہول سے گر پڑیں۔ زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں''

خونِ حسین علیہ السلام کی علمبردار

حضرت زینبؑ کی باتیں کوفے کے لوگوں کے سروں پر بجلی کی طرح گریں، کون یقین کر سکتا تھا کہ ایک عورت اس قدر غم و آلام اور مصائب کے باوجود اس قدر بہادری اور استقامت کے ساتھ جو صرف ان کے والد حضرت علیؑ میں تھی، خطبہ پڑھے اور چند فصیح و بلیغ جملوں کے ذریعے کوفے کے در و دیوار کو لرزہ براندام کر دے؟!

حضرت زینبؑ کاخِ ستم میں

حضرت زینبؑ نے نہ صرف یہ کہ کوفے کے لوگوں کو مخاطب قرار دیا اور اُن کو ان کے بُرے اعمال کی خاطر برا بھلا کہا بلکہ ابن زیاد کے دارالامارات میں بھی اس قدر طاقت اور غضب کے ساتھ کھڑے ہو کر تقریر کی اور اس پلید شخص کو جو کامیابی کے نشے میں مست تھا اس طرح حقیر اور چھوٹا گردانا کہ اس میں بات کرنے کی بھی ہمّت نہ رہی۔

یہاں ابن زیاد کے ظلم و ستم کا کاخ دارالامارات ہے۔ ابن زیاد وہ شخص ہے جس کی ظلم و ستم میں مثال نہیں ملتی۔ وہ تاریخ کے عظیم ترین اور ہولناک ترین جرائم کا مرتکب رہ چکا ہے۔ ادھر ایک قیدی عورت ہے جو سوگوار ہے اور جو افسوسناک ترین حادثے میں اپنے بھائیوں، بچوں، جوانوں اور ساتھیوں کو کھو چکی ہے اور اس وقت کچھ عورتوں اور یتیم بچوں کے ہمراہ جنگی قیدی کی حالت میں ابن زیاد کے محل میں پہنچی ہے۔ ایسی عورت سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ بلاشک اگر ان کی جگہ زمانے کے بڑے بڑے سورما بھی ہوتے تو حضرت علیؑ کی مانند شان و شوکت، بلند نظری اور شجاعت و بہادری کے ساتھ ابن زیاد کا مذاق اُڑانے، اس کی تحقیر کرنے اور سربلندی کے ساتھ حق و انصاف کی حمایت اور باطل نیز اہلِ باطل کو رسوا کرنے کی بات تو دور کی بات ہے اپنی زبان تک نہ ہلا سکتے۔

ابن زیاد نے زینبؑ کبریٰ کو حقیر ظاہر کرنے کی خاطر آپ کی جانب رُخ کیا اور کہا: ''خدا کا شکر کہ اس نے تم لوگوں کو رسوا کیا، تمہارے مردوں کو قتل کیا اور تمہاری وحی اور روایتوں کو جھوٹا کر دیا۔''

حضرت زینبؑ نے بغیر اس کے کہ اس مجلس کی شان ان کی اعلیٰ روح پر کوئی اثر ڈالے تحقیر آمیز نگاہوں کے ساتھ جواب میں فرمایا:

''حمد و ثناء اس خدا کی جس نے اپنے پیغمبرؐ کے ذریعے

ہم کو عزت دی اور ہر پلیدی اور آلودگی سے پاک اور مبرّا بنایا اور بلا شک بدکار شخص رسوا ہوتا ہے اور بدکار جھوٹ بولتا ہے، اور وہ ہم سے سوا ہے۔ اے مرجانہ کی اولاد تیری ماں تیری سوگواری کرے۔''

عبید اللہ نے جس کی گردن کی رگیں غصے سے پھول گئی تھیں مضحکہ اُڑاتے ہوئے کہا: ''اپنے بھائی اور اپنے خاندان کے سلسلے میں خدا کے کام کو کیسا پایا؟''

حضرت زینبؑ نے اسی بے اعتنائی کے ساتھ فرمایا:

''میں نے جو کچھ دیکھا، چونکہ خدا کی راہ میں تھا'' حسن اور خیر تھا۔ وہ ایسے گروہ تھے جن کے قتل کو خدا نے ان کے لئے لکھ دیا تھا اور اس لئے وہ بہادری کے ساتھ اپنے مقتل کی جانب بڑھے۔

''اے مرجانہ کی اولاد! بہت جلد خدا تجھے اور ان کو ایک جگہ پر جمع کرے گا اور اس کی بارگاہ میں تم پر مقدمہ چلے گا تا کہ معلوم ہو جائے حق پر کون ہے۔''

واقعی کتنی عظیم ہیں زینبؑ! وہ ان بے شمار تکلیف و مصائب کے باوجود مظلومیت کا اظہار کرنے اور زمانے کے ظلم و ستم کی شکایت کرنے کے بجائے فرماتی ہیں کہ میں نے حسن و زیبائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا یعنی ''ہر چہ از دوست میرسد نیکوست''

حتیٰ کہ اس وقت جب انھوں نے اپنے بھائی کی بے سر کی لاش کو دیکھا تو اپنے خدا سے عرض کیا:

''خدایا! اس قربانی کو ہم سے قبول کر لے''، یقیناً ایسی اعلیٰ روح دشمن کے سامنے اپنی ذرا سی کمزوری کا اظہار نہیں کرتی۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب حضرت زینبؑ کی عبید اللہ سے گفتگو ختم ہوگئی تو وہ ظالم سرکش اس قدر شرمندہ ہوا کہ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور سر جھکا لیا۔

حضرت زینبؑ بلا شک تاریخ اسلام کی ایسی زندہ و جاوید ہستی ہیں کہ ان کی عظمت کے بارے میں جو کچھ لکھا جائے کم ہے لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے نے ابھی تک ان کی عظمت کو نہیں سمجھا ہے اور اس بے مثال شخصیت کو نہیں پہچانا ہے البتہ کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ حضرت زینبؑ کا اچھی طرح تعارف کرا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت زینبؑ کو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ پہچانتے ہیں، اور حضرت زینبؑ کو وہ شخص پہچانتا ہے جو عظیم خدائی امانت کے بوجھ کو اُٹھانے کا کام ان کے سپرد کرتا ہے اور مطمئن ہوتا ہے۔ حضرت زینبؑ اسیری کی حالت میں بھی امام حسینؑ کی راہ کو جاری رکھنے سے ایک لمحے کے لئے غافل نہیں ہوئیں اور جب تک جسم میں جان ہے اپنے بھائی کے مقصد کا دفاع کرتی ہیں اور اس کام کی خاطر اسیری، ایذاؤں، اہانت اور حتیٰ کہ جلاوطنی کو بھی برداشت کرتی ہیں۔

جی ہاں، بہتر ہے کہ ہمارے مبلغین اور خطباء ان کی اس قدر لاچاری اور کمزوری کا ذکر کرنے کے بجائے حضرت زینبؑ کی عظمت کا کچھ ذکر کریں۔ ٹھیک ہے کہ حضرت زینبؑ مظلوم تھیں اور زندگی کے ہر مرحلے میں ان کو تلخیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انھوں نے کبھی ظلم کو قبول نہیں کیا اور ظالم کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کیا اور خدا کی خاطر ان تمام تکالیف اور مصائب کو برداشت کیا، البتہ ان مصائب اور تکالیف کا بیان محبان اہلبیتؑ کے دلوں کو

روز قیامت تک تکلیف پہنچائے گا اور محبان اہلبیتؑ کے آنسو کبھی بھی خشک نہیں ہوں گے تاکہ ہر دور اور ہر زمانے کے یزیدیوں سے شہیدان کربلا کے خون کا انتقام لیں۔

شام میں انقلاب زینبؐ

بہرحال حضرت زینبؑ اسیران اہلبیتؑ کے کاروان کے ساتھ ملک شام گئیں اور یزید کی مجلس میں بھی اسی عظمت اور سربلندی کے ساتھ کھڑی ہوئیں اور حضرت علیؑ کے کلام کی مانند تقریر کے ذریعے یزید کو ایسا رسوا کیا کہ زمانے کا وہ سیاہ ترین اور سخت ترین چہرہ رو پڑا۔ گویا اس نے اپنی گریہ وزاری کے ذریعے یہ سمجھانا چاہا کہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کے سامنے حضرت زینبؑ میں مجسم ہونے والی زبان گویا حضرت علیؑ کی زبان ہے اور اگرچہ ظاہراً اقتدار اور حکومت اس کے ہاتھ میں ہے لیکن اپنے اظہار وجود کے سلسلے میں حقیر ہے۔

حضرت زینبؑ کی شجاعت کی ایک اور مثال پیش کرنے کی خاطر یزید کی مجلس میں ان کے فصیح وبلیغ خطبے کے بعض حصوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں لیکن ہم اسی ترجمے میں ان کے بیان کی شیرینی کو ہرگز بھی محسوس نہیں کرسکیں گے اور بجا ہوگا کہ عزیز بہنیں اور بھائی اس عظیم بیان کو سمجھنے کی خاطر ہی سہی عربی زبان کو سیکھ لیں اور پھر اس خطبے کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں اور اس کے بعد خدائے سخن حضرت علیؑ کے خطبوں سے موازنہ کریں تاکہ حضرت زینبؑ کی فصاحت وبلاغت کو سمجھ سکیں۔

حضرت زینب اس سے قبل کہ اپنا خطبہ شروع کریں یزید کو مخاطب کرکے فرماتی ہیں:

''افسوس کہ میں تجھ سے بات کرنے پر مجبور ہوں ورنہ میں تجھ کو اس سے کہیں زیادہ چھوٹا اور حقیر سمجھتی ہوں کہ تجھ سے بات کروں۔۔۔۔۔۔خدا کی قسم کہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور سوائے اس کے کسی سے شکایت نہیں بیان کرتی۔۔۔۔تیرے پاس جتنی چالیں ہوں چل اور جو کوشش کرنی ہو کر اور جہاں تک ممکن ہو ہم سے دشمنی کر لیکن اس بات کو جان لے کہ خدا کی قسم تو ہماری یادوں کو محو نہیں کرسکتا او راہلبیتؑ کے ذکر کو ختم نہیں کرسکتا۔''

اس کے بعد ایک مختصر سی گفتگو ہوتی ہے اور جب کہ تمام حاضرین حیرت اور تعجب کے ساتھ اس قدر شجاعت کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ حضرت زینبؑ اپنے خطبے کا آغاز کرتی ہیں۔ہم اس خطبے کے بعض حصوں کا ترجمہ پیش کررہے ہیں:

''اے یزید، کیا تو سمجھتا ہے کہ چونکہ تو نے ہم پر سختی کی اور زمین وآسمان کے اطراف کو ہمارے لئے تنگ کردیا ہے اور ہمیں اسیروں کی طرح اِدھر اُدھر کھینچا ہے، اب ہم خدا کے سامنے ذلیل وخوار ہوگئے ہیں؟! یا یہ کہ تجھے اس کا قرب حاصل ہے اور اس کے نزدیک تیری کوئی منزلت ہے؟!۔۔ یہ بات جان لے کہ اگر خدا نے تجھے مہلت دی ہے تو اس لئے ہے کہ وہ فرماتا ہے:

"ولاتَحسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا انّمَا نُملی لَهُم خَیْرًا لِاَنْفُسِهِمْ انما نُملی لَهُم لِیَزْدَادُوا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذابٌ مُهینٌ''

''کفار ہرگز یہ نہ سوچیں کہ اگر ان کو ہم نے مہلت

دے دی ہے تو ان کے فائدے میں ہے کیونکہ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں تا کہ بیشتر گناہ کریں اور اس کے بعد ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔''

کیا یہ انصاف ہے اے آزاد ہونے والوں کے فرزند کہ تو اپنی بیٹیوں اور کنیزوں کو پردے میں رکھے اور رسولؐ خدا کی بیٹیوں کو اسیروں کی طرح ہر طرف گھمائے؟!۔۔۔

کیا تو پھر آرزو کرتا ہے کہ کاش وہ بوڑھے جو جنگ بدر میں مارے گئے آج کے دن کو دیکھتے؟ بغیر اس کے کہ تو اپنے آپ کو گنہگار سمجھے یا اپنے گناہ کو بڑا جانے۔۔۔۔۔۔

اے یزید! خدا کی قسم تو نے اپنی کھال کے سوا کسی اور کی کھال نہیں پھاڑی اور اپنے بدن کے گوشت کے علاوہ کسی اور کا گوشت نہیں کاٹا اور آخرکار جلد ہی رسولؐ اللہ کے پاس لوٹے گا اور اہلبیتؑ اور ان کے جسم کے ٹکڑوں کو خطیرۃ القدس میں ان کے پاس پائے گا۔ اسی روز جب کہ خدا ان کی پراکندگی کو اجتماع میں تبدیل کرے گا۔

''وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

''ہرگز یہ نہ سوچو اُن لوگوں کو جو خدا کی راہ میں قتل ہوئے ہیں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس روزی کھاتے ہیں۔''

اور بہت جلد تمہاری اور اس کی جس نے تجھے اس درجہ تک پہنچایا اور مسلمانوں پر مسلط کیا سمجھ میں آجائے گا کہ ہم میں سے کون زیادہ بدکار اور طاقت کے لحاظ سے کمزور ہے۔ اس روز قاضی خدا ہوگا اور تیرے مدمقابل دشمن ہمارے نانا ہوں گے اور تیرے جسم کے اعضاء تیرے خلاف گواہی دیں گے۔۔۔ اس وقت تیرے پاس کوئی سہارا نہ ہوگا سوائے ان اعمال کے جن کو تو نے پہلے سے بھیجا ہے، تو ابن مرجانہ کی پناہ حاصل کرے گا اور وہ بھی تیری پناہ حاصل کرے گا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ناتوانی اور پریشانی کو عدل الٰہی کے ترازو کے سامنے دیکھے گا اور اس بات کو سمجھ جائے گا کہ تو نے اپنے لئے بہترین توشہ جو جمع کیا ہے ذریت محمدؐ کا قتل ہے!!''

یزید ان باتوں کو سن کر جو اس کے دل پر تیر کی طرح لگیں تھیں خوف اور اثر کے باعث لرز رہا تھا اور اس میں جواب دینے کی طاقت نہیں تھی اور اس نے مجبوراً حضرت زینبؑ سے منہ موڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت سجادؑ نے بھی اس سے کچھ کہا تو اس نے ابن مرجانہ پر لعنت بھیجنی شروع کردی تا کہ اپنے آپ کو اس خطرناک حالت سے نجات دلا سکے۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ نہایت احترام کے ساتھ اہلبیتؑ کو مدینہ لوٹا دیا جائے۔

یہ تھا حضرت زینبؑ کی پر افتخار اور پُرعظمت زندگی کا ایک مختصر حصہ تا کہ ہماری لڑکیاں اور عورتیں ان کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور مشکلات اور آسائش میں، غم اور خوشی میں خدا کا شکر ادا کریں اور ایسی حالت میں کہ زندگی کے مصائب میں صبر وتحمل سے کام لیں۔ حضرت زینبؑ کی طرح خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ صرف میدان عمل میں ہی نہیں بلکہ اپنی لڑکیوں کا نام رکھنے میں بھی ''زینب'' کا مقدس نام استعمال کریں اور یہ آرزو کریں کہ وہ حضرت زینبؑ کی خصوصیات کا حامل بنیں اور شجاعت وبہادری کی مالک بنیں تا کہ ان کا نام اور کردار ہمیشہ باقی رہے۔

☆☆☆